Advance Social Science Archive Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.3 No.1,January-March,2025.Page No.1019-1024
Print ISSN: 30062497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A RESEARCH STUDY ON THE EVOLUTIONARY PHASES OF HANAFI FATWA IN KHYBER PAKHTUNKHWA

خیبر پختونخوا میں حنفی افتاء کے ارتقائی ادوار کا تحقیقی مطالعہ

Raza Muhammad	Ph.D. Scholar, Islamic Studies Department, HITEC University, Taxila
	Email: razam48884@gmail.com
Dr.Taj ud Din Al-Azhari	Assistant Professor, Islamic Studies Department HITEC University, Taxila

ABSTRACT

This research study explores the evolutionary phases of **Hanafi Fatwa** in **Khyber Pakhtunkhwa**, tracing its historical development, scholarly contributions, and institutional influences. The study examines how the Hanafi school of thought has shaped religious verdicts (fatwas) in the region over different periods, from the early Islamic era to contemporary times. It highlights the role of prominent scholars, madrasas, and religious institutions in interpreting and issuing fatwas based on Hanafi jurisprudence. The study also investigates the impact of socio-political changes on the fatwa-issuing process, particularly during the colonial period, post-independence era, and modern legislative reforms. It analyzes the methodology adopted by Hanafi jurists in addressing evolving legal and social issues while maintaining adherence to traditional Islamic jurisprudence. Using a qualitative research approach, the study relies on historical sources, classical Hanafi texts, and contemporary fatwas issued in Khyber Pakhtunkhwa. The findings reveal that while the **Hanafi fatwa tradition** in the region remains deeply rooted in classical jurisprudence, it has also adapted to new challenges, including modern legal frameworks and socio-cultural transformations. The study concludes that the **evolution of Hanafi fatwas** in Khyber Pakhtunkhwa reflects a dynamic interplay between tradition and reform, ensuring the continued relevance of Islamic jurisprudence in the region.

Keywords: Hanafi Fatwa, Islamic Jurisprudence, Khyber Pakhtunkhwa, Evolution of Fatwa, Religious Institutions

تعارف

فتویٰ کا یہ سلسلہ عہدِ رسالت سے شروع ہوا، اور پھر آپ ﷺ کے بعد اس عظیم ذمہ داری پر آپ کے جلیل القدر صحابہ، جن کی تعداد تقریباً ایک سو تیس تھی، فائز رہے۔ ان برگزیدہ صحابہ کے ذریعے دین کے تمام شعبوں کی طرح فتویٰ وافتاء کا نظام بھی پروان چڑھا، اور یوں یہ سلسلہ نسل در نسل جاری رہا۔

صوبہ خیبر پختونخوا میں فتویٰ وافتاء کا آغاز مسلم حکومتوں کے قیام کے ساتھ ہوا، کیونکہ کسی بھی اسلامی معاشرے میں شرعی مسائل کا حل اور ان کی وضاحت نہایت اہم مذہبی ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ جہاں بھی اسلام کی روشنی پہنچتی ہے، وہاں امتِ مسلمہ کی دینی رہنمائی کے لیے مفتیانِ کرام کی موجودگی ناگزیر ہوتی ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت میں اسلام خیبر پختونخوا تک پہنچا، اور پشاور سمیت اس کے گردونواح کے متعدد افراد نے اسلام قبول کیا۔ چونکہ مسلمان فوج میں صحابہ کرام اور تابعین مجاہدین بھی شامل تھے، اس لیے شرعی فتاویٰ جاری کرنے کی یہ عظیم ذمہ داری صحابہ کرام خود نبھاتے رہے۔

قیامِ پاکستان سے پہلے خیبر پختونخوا میں مراکز افتاء

جب افغانستان کے بادشاہ محمود غزنوی نے پشاور فتح کیا تو اسلامی شریعت کا اعلان کرتے ہوئے اسلامی قوانین کو نافذ کر دیا اور ان قوانین کے نفاذ کے لیے علماء کرام سے دینی رہنمائی حاصل کی۔ شرعی مسائل کے حل کے لیے محمود غزنوی نے پشاور میں باقاعدہ قاضی مقرر کیے، اور یہ ذمہ داری علماء اور مفتیانِ کرام انجام دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ یہ حضرات عدالتی فیصلوں کے ساتھ ساتھ فتویٰ و افتاء کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔

محمود غزنوی نے قضاء کے اس نظام کے لیے دلزاک قوم کے عالمِ دین مولانا فائز علی اور ان کے والد مولانا یوسف علی کو امیر مقرر کیا۔ ابتدائی دور میں صوبہ خیبر پختونخوا میں یہ کام زیادہ تر مساجد میں ہوتا تھا، اسی لیے ان مساجد کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے، جہاں قضا و افتاء کے فرائض انجام دیے جاتے رہے۔[1]

جامع مسجد مہابت خان

مہابت خان، جن کا اصل نام لہراسب تھا، مغلیہ دور کے مشہور گورنر تھے۔ وہ مسلسل تین مغل بادشاہوں کے عہد میں کابل اور پشاور کے گورنر رہے۔ شاہجہان کے دورِ حکومت میں جب وہ پشاور کے حاکم بنے تو انہوں نے شہر کے درمیانی دروازے کے اندر ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی، جو تاریخی لحاظ سے بے حد اہم ہے۔ یہ مسجد 1658ء سے 1662ء کے درمیان تعمیر ہوئی اور اپنی شہرت کی بنا پر ایک باقاعدہ مدرسے میں تبدیل ہو گئی، جو بعد میں جامعہ اشرفیہ کے نام سے معروف ہوا۔

قیامِ پاکستان سے قبل اس مدرسے میں علوم نبوت کے طلبہ کی تعداد 150 سے 160 کے درمیان ہوتی تھی۔ اس مسجد کے پہلے مفتی مولانا عبد الودود قریشی تھے، جو جامعہ اشرفیہ کے بانی بھی سمجھے جاتے ہیں۔ مولانا عبد الودود قریشی پشاور میں پیدا ہوئے، انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم جامعہ امینیہ دہلی میں حاصل کی اور بعد ازاں دار العلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی۔

مولانا عبد الودود مسجد مہابت خان کے خطیب بھی رہے اور نمازِ عشاء کے بعد قرآنِ کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ پشاور شہر اور اس کے مضافات سے لوگ شرعی مسائل میں فتویٰ لینے کے لیے ان سے رجوع کرتے تھے، اور یہاں سے باقاعدہ فتوے جاری ہوتے تھے، تاہم ان فتاویٰ کی باقاعدہ دستاویزی تدوین کا کوئی انتظام موجود نہیں تھا۔[2]

مسجد قاسم علی خان

یہ مسجد، جو مغلیہ دور کی تاریخی مساجد میں شمار کی جاتی ہے، 1842ء میں سکھوں کے دور میں تعمیر کی گئی۔ یہ مسجد پشاور کے بازار مسگراں اور بازار دالگراں کے عین وسط میں واقع ہے۔

پوپلزئی خاندان کے مفتیانِ کرام نسل در نسل اس مسجد میں امامت، خطابت اور فتویٰ و افتاء کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ عوام اپنے مختلف شرعی مسائل کے حل کے لیے یہاں کے علماء کرام سے رجوع کرتے ہیں اور دینی رہنمائی کے لیے فتوے حاصل کرتے ہیں۔ خاص طور پر روزے اور عیدین کے مسائل میں عوام کی توجہ زیادہ تر اسی مسجد کی طرف رہتی ہے۔

نمازِ جمعہ کے بعد مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی قیادت میں مختلف دینی اور معاشرتی امور پر مشاورت کی جاتی ہے، اور فقہ و افتاء کا کام آج تک مسلسل جاری ہے۔ یہاں سے مختلف دینی و شرعی امور پر باقاعدہ فتوے بھی جاری کیے جاتے ہیں، جو عوام کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔[3]

جامعہ مسجد گنج علی خان

یہ مسجد پشاور شہر کے گھنٹہ گھر کے قریب واقع ہے اور اس کی تعمیر 1665ء میں مغل دورِ حکومت میں عمل میں آئی۔ بعد ازاں، اورنگزیب عالمگیر نے اسے از سرِ نو تعمیر کروایا۔ یہ تاریخی مسجد مغل درباری علی مردان کابلی کے بیٹے گنجلی خان کے نام سے منسوب ہے۔

اس مسجد میں ہر دور میں جلیل القدر علماء، خطباء اور مفتیانِ کرام موجود رہے ہیں، جن کی طرف لوگ شرعی مسائل کے حل کے لیے رجوع کرتے رہے۔

---

1 محمد حنیف گنگوہی، ظفر المحصلین باحوال المصنفین، کتب خانی مجیدیہ، ملتان، 1995ء، ص 81

2 جاوید اقبال، ثقافت سرحد تاریخ کے ائینے میں، الفیصل ناشران اردو بازار، لاہور، 2002ء ص 74

3 حافظ نظیر احمد، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان، ج 1، ص 206

ان مساجد کے علاوہ، پشاور شہر میں کئی دیگر تاریخی مساجد بھی ہیں جہاں قدیم زمانے سے افتاء اور دارالافتاء کی خدمات انجام دی جاتی رہی ہیں۔ ان میں مسجد خواجہ معروف، جامع مسجد دلاور خان، مسجد سلطان پورہ، مسجد شیخ حبیب، مسجد میاں غلام جیلانی اور مسجد چوک شادی پیر شامل ہیں۔ ان میں سے بیشتر مساجد میں آج بھی لوگ اپنے شرعی مسائل کے حل کے لیے وہاں کے خطباء اور مفتیانِ کرام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

مدارس میں دارالافتاء کا آغاز

مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ افتاء کا کام اجتماعی طور پر مساجد سے مدارس کی طرف منتقل ہونا شروع ہوا۔ برصغیر پاک وہند میں ابتداءاسلام سے لے کر قیام پاکستان تک اور قیام پاکستان سے لے کر آج کے دور تک امت کی یہ عظیم ذمہ داری مدارس نے سنبھال رکھی ہے روز اول سے لے کر آج تک جن جن مدارس نے فقہ حنفی کے افتاء کی خدمات کو سرانجام دیا ہے ان کی تفصیل ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک

جامعہ اسلامیہ کی بنیاد سید مہربان علی شاہ بخاری نے 5 فروری 1938ء میں رکھی اس درسگاہ کا ابتدائی نام دارالعلوم عربیہ تھا، اس کی ابتداء اکوڑہ خٹک کے ایک مسجد سے کی گئی اس درسگاہ نے اپنے دور کے قابل قدر علماء پیدا کی اس میں سب سے پہلے استاد اور مفتی مولانا عبد المنان تھے پھر آہستہ آہستہ اساتذہ کی تعداد بڑھتا گیا اور چند سال بعد 1950ء میں یہ مکمل جامعہ کا شکل اختیار کر گیا دارالافتاء دارالعلوم عربیہ میں شروع ہی سے دارالافتاء کا قیام عمل میں لایا گیا تھا اور مفتی عبد المنان اور دیگر اساتذہ افتاء کی خدمات کو سرانجام دیتا رہا ویسے تو اس جامعہ کا تمام علمائے کرام افتاء کے منصب پر باعث تھے لیکن ان میں چند نام چیدہ چیدہ ہیں جیسا کہ مولانا فہم گل، مولانا ہدایت الرحمن، مفتی محمد فرید اور مولانا عبد الرؤف دیوبندی قابل ذکر ہے۔ مفتی محمد فرید نے جامعہ میں نو سال مفتی کے منصب پر فائز رہے اور ان نو سال کے عرصہ میں جو فتاوی لکھیں اس کو فتاوی فریدیہ میں شامل کیا گیا ہے پھر بعد میں اس جامعہ کا مہتمم مولانا بادشاہ گل بھی افتاء کی خدمات سرانجام دیتے رہے بلکہ یہاں تک کہ آپ نے اختلافی مسائل پر بھی چند تصانیف لکھیں جیسا کہ زیارت القبور، نور و بشر، کتاب الوسیلہ، دعوات الحق اور فیوضات حسینہ۔ یہ تمام تصانیف اب بازار میں ناپید ہے یہ صرف ڈاکٹر شیر علی شاہ مرحوم کے کتب خانہ میں موجود ہیں اس دور میں اس سے ماہنامہ رسالہ جامعہ اسلامیہ بھی شائع ہوتا رہا جس میں دارالافتاء کے سوالات وجوابات بھی تحریر کیے جاتے تھے لیکن بعد میں اس کا ریکارڈ بھی ضائع ہو چکا مولانا گل بادشاہ کی وفات کے بعد یہ جامعہ حوادث کا شکار ہوا اور خاندانی اختلافات کی وجہ سے آج تک یہ جامعہ مکمل طور پر بند ہے۔[1]

جامع عربیہ اسلامیہ رزڑ

جامعہ عربیہ اسلامیہ رزڑ تحصیل رزڑ میں واقعہ ایک دینی ادارہ ہے اس کی بنیاد قاضی محی الدین نے 1929ء میں رکھی اس سے پہلے قاضی محی الدین پشاور شہر کے قدیم مسجد مسجد محبت خان میں پڑھایا کرتے تھے، پھر آبائی قصبہ آکر مدرسہ کی بنیاد رکھی چونکہ اس مدرسے کا وجود آزادی سے قبل آیا تھا اس وجہ سے تحریک آزادی میں اس جامعہ نے بنیادی کردار ادا کیا لوگ وطن کی آزادی کے لیے اور انگریزوں کی مخالفت کے لیے یہاں سے علماء کی رہنمائی حاصل کرتے تھے اور مختلف سوالات کے بارے میں شرعی احکامات کے حل کے لیے فتوے اصول کیا کرتے تھے چونکہ انگریزی تعلیم کی مخالفت سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے شائع ہو چکی تھی لیکن یہاں سے اس کی دہرائی کی گئی روزہ اور عیدین میں اس جامعہ کی طرف خصوصا لوگوں کا رجحان رہتا ہے کیونکہ ضلع پشاور چارسدہ اور مردان کے کئی جید علماء کرام اس کے رویت ہلال کمیٹی میں شامل ہے۔[2]

دارالعلوم صدیقیہ صوابی

ضلع صوابی ہر دور میں علوم و معرفت کے لیے ایک زرخیز زمین ثابت ہوئی ہیں اس زمین میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔ ان علمائے کرام میں سے فتوی و افتاء میں جو شخصیات مشہور ہوئے ان میں سرفہرست مفتی فرید احمد صاحب ہیں۔ مولانا کے پردادا مولانا امان اللہ نے ضلع صوابی کے قصبہ زروبی میں دارالعلوم صدیقیہ کی بنیاد رکھی جس میں ابتدا ہی دن سے افتاء کا کام بھی ہوتا رہا پھر اس کے بعد مفتی فرید احمد صاحب کے والد مولانا حبیب اللہ متوفی 1948ء میں یہ ذمہ داری سنبھالی اور پھر اس کے بعد ان کے بڑے بیٹے افغانی نے فتوی و افتاء کی خدمات کو سرانجام دیتے رہے اور آخر کار میں اس ادارہ کو مستقل

1 حافظ نظیر احمد، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان، ج 1، ص 208

2 انٹرویو بروز بدھ 7 جنوری 2024 رزڑو صاحب حق، جامعہ اسلامیہ رجڑ ضلع چارسدہ

منظم مدرسہ اور مرکزی دارالافتاء کی حیثیت دینے میں مفتی فرید احمد صاحب نے مرکزی کردار ادا کیا اور اب اس دارالافتاء کا سرپرست اعلیٰ مفتی حسین احمد صدیقی ہیں۔[1]

جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان

خیبر پختونخوا کے مدارس میں جامع نعمانیہ سرفہرست ہیں ، اٹھارویں صدی عیسوی میں اس کی بنیاد رکھی گئی ہے مولانا فرید جب ڈیرہ اسماعیل خان میں آکر آباد ہوئے تو انہوں نے دین کی نشرواشاعت کے ساتھ ساتھ افتاء کا کام بھی شروع کیا۔ 1857ء جنگ آزادی کے بعد انگریز حکومت نے جامع نعمانیہ صالحیہ کو بند کر کے تالے لگادیے پھر طویل عرصہ بعد 1973ء میں شیخ احمد دین نے دوبارہ اسے کھول دیا اس جامعہ میں دارالافتاء میں فتوی کا رواج زبانی تھا جبکہ تحریری فتوؤں کا عمل 1988ء میں شروع ہوا اس جامعہ سے غیر مطبوعہ فتوے جاری ہوئے جو کہ فتاوی جات کے رجسٹروں میں بکھری ہوئی حالت میں موجود ہیں۔[2]

دارالعلوم حقانیہ سیدو شریف سوات

جناب میاں گل عبدالودود اور جہانزیب خان نے 1944 ءمیں دارالعلوم حقانیہ سیدو شریف کی بنیاد رکھی ابتدائی دور میں یہ مدرسہ مسجد میں قائم رہا اور پھر بعد میں سوات شہر کے اندر ہائی سکول کی عمارت میں منتقل ہوا اور قیام پاکستان کے بعد اس کے لیے جدید عمارت بنائی گئی یہ جامعہ پاکستان بھر کے مدارس میں ایک امتیازی شان رکھتا ہے جن علماء کرام نے اس میں درس تدریس کی خدمات کو سرانجام دیا ان میں سے خان بہادر المعروف مارتنگ باباجی، مولانا عبدالحلیم، مولانا حبیب الرحمن اور مولانا فضل حق کے نام سرفہرست ہیں اس جامعہ میں اس دور کا سب سے بڑا دارالافتاء بھی قائم تھا اور لوگ شرعی مسائل کے لیے اس جامعہ کی طرف رجوع کرتے رہے اور ان سے جتنے بھی فتوے جاری ہوئے وہ فتاوی ودودیہ کی شکل میں آج بھی موجود ہیں۔[3]

دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی چارسدہ

قرآن وسنت کی تعلیمات کی اشاعت وترویج کے لیے ضلع چارسدہ کے معززین نے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی 1945ء میں یہ دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی معرض وجود میں آئی اس کی بنیادی دو شعبے تھے مجلس عاملہ اور دوسرا مجلس شوری یہاں پر شروع ہی دن سے دارالافتاء کی بنیاد بھی ڈالی گئی جس میں مفتی مدرار اللہ بحیثیت صدر مفتی مقرر ہوئے آپ نے اپنے ہی فتاوی کی بدولت علامہ مشرقی اور قائداعظم محمد علی جناح پر کفر کے لگائے ہوئے فتوی کا مدلل جواب دیا اس کے علاوہ شاطم رسول پر بھی آپ کا ایک مدلل فتوی شائع ہوا تھا مفتی مدرار اللہ کے بعد شیخ الحدیث مولانا روح الامین دارالافتاء کے نگران مفتی مقرر ہوئے آپ نے ہزاروں کی تعداد میں فتوی شائع کیے لیکن اس کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے آپ کے بعد آپ کے بیٹے مفتی حسن جان بھی افتاء کی خدمات کو سرانجام دیتے رہے اس جامعہ سے ایک رسالہ "النعمان" کے نام سے بھی جاری ہوتا رہا اور اس میں لوگوں کے مسائل اور ان کے جوابات کو تحریری شکل میں شائع ہوتے رہے۔[4]

قیام پاکستان کے بعد خیبر پختونخوا میں مراکز افتاء

برصغیر پاک وہند میں 1857 ءجنگ آزادی کے بعد انگریزوں کا مسلمانوں اور خصوصا علماء کے ساتھ جابرانہ سلوک نے اسلامی درد رکھنے والے کو مذہبی درسگاہیں اور سیاسی اقتدار کے بجائے درس وتدریس کے ذریعے دین کی خدمت کرنے کی طرف متوجہ کیا اور اس کے ثمرات یہ نکلے کہ متحدہ ہندوستان میں علماء اکرام نے مدارس تعمیر کرنے لگے اور اس فکر کا اثر خیبر پختونخوا اور ان کے قبائل میں موجود علماء پر بھی ہوا۔ ذیل میں ان مدارس اور دارلافتاء کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے جو قیام پاکستان کے بعد وجود میں آئے۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دارالعلوم حقانیہ علوم اسلامیہ کے میدان میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ملک کے طول وعرض میں اس کی خدمات پھیلی ہوئی ہیں اور اس کی عظمت وحقانیت پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اس جامعہ کی شہرت کسی اسباب کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالی کے خاص فضل وکرم اور شیخ الحدیث جامعہ کے بانی مولانا عبدالحق

---

[1] انٹرویو ،اتوار 15 مارچ 2024 مفتی حسین احمد صدیقی دارالافتاء جامعہ صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

[2] انٹرویو بروز ہفتہ 27 دسمبر 2023 مفتی حسین احمد عرفان جامعہ نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان

[3] حافظ نظیر احمد جائزہ مدارس عربیہ اسلامیہ مغربی پاکستان، ج1، ص669

[4] انٹرویو بروز جمعرات 8 جنوری 2024 مفتی مختاراللہ

کے اخلاص مجاہدہ اور دعاؤں کی برکات ہیں۔پاکستان سے پہلے شیخ الحدیث مولانا عبد الحق دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد وہاں پر درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے لیکن پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد آپ نے 21 ستمبر 1947ء کو اکوڑا خٹک شہر میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔دارالعلوم کے ابتدا ہی دن سے اس میں دارالافتاء کے قیام کو بھی عمل میں لایا گیا شروع شروع میں یہ جامعہ صرف ایک دارالافتاء پر مشتمل تھا جس میں شیخ الحدیث مولانا عبد الحق، مفتی محمد یوسف ہزاروی، مفتی محمد فرید اور مفتی غلام الرحمن افتاء کے خدمات کو سرانجام دیتے رہے لیکن تھوڑے عرصے بعد دارالعلوم کی شہرت میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا اور طلباء علماء کے علاوہ عوام الناس کا ہجوم بڑھتا گیا اور لوگوں کا اعتماد دارالعلوم حقانیہ پر مزید بڑھتا گیا کہ ایک دارالافتاء کے لیے افتاء کی خدمات کو پورا کرنا ناگزیر ہو گیا اسی لیے دوسرے دارالافتاء کی بنیاد بھی رکھی گئی۔لوگ جوق در جوق یہاں پر شرعی مسائل کے حل کے لیے رجوع کرتے رہے اور ملک خداداد پاکستان کے علاوہ باہر دنیا سے بھی لوگ فتوی کے لیے رجوع کرتے رہے۔ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں یہاں سے فتوے جاری ہوئے جو کہ دو فتاوجات میں وہ منحصر ہے ایک "فتاوی دارالعلوم حقانیہ "جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور مزید اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اس کے علاوہ"فتاوی فریدیہ "مفتی فرید احمد صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء سے جتنے بھی فتاوی شائع کی اس کو ایک کتابی شکل دے کر"فتاوی فریدیہ "کے نام سے امت کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔دارالعلوم حقانیہ میں 1409ھ میں تخصص فی الفقہ الاسلامی کی بنیاد رکھی گئی جو کہ آج تک جاری ہے۔[1]

جامعہ حقانیہ اکوڑا خٹک میں افتاء کا باقاعدہ آغاز 1947ء سے ہوا اس وقت دارالافتاء میں دو مفتیان کرام خدمات انجام دیتے رہے 1957ء تک 10 سال میں 1513 فتوے جاری کیے گئے تھے۔

دارالافتاء دارالعلوم سرحد پشاور

قیام پاکستان کے بعد 1950ء میں دارالعلوم سرحد پشاور کی بنیاد رکھی گئی اس کے بانی مولانا محمد ایوب جان بنوری تھے، یہ پشاور شہر کے عین وسط میں واقع ہے اسی وجہ سے اکثر لوگوں کے رجوع کا ہر دور میں یہ جامعہ مرکز رہا لوگ اپنے شرعی مسائل کے پوچھنے کے لیے اس کی طرف رجوع کرتے رہیں بانی جامعہ مولانا محمد ایوب جان بنوری نے سب سے پہلے مفتی عبد اللطیف کو مسند افتاء کے لیے مفتی مقرر کیا آپ پہلے 10 سالوں میں زبانی جواب دیتے رہے اور اس کے بعد جتنے بھی فتوے جاری ہوئے ان کو قلم و قرطاس کے ذریعہ محفوظ کیا۔[2]

دارالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کی بنیاد 1992ء میں مفتی غلام الرحمن نے رکھی یہ جامعہ پشاور شہر کے صدر کے قریب واقع ہیں اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ جامع عثمانیہ کے روز اول ہی سے اس کا دارالافتاء کا قیام وجود میں آیا تھا۔اس جامعہ میں اہم ترین شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی جس سے بیسوں کی تعداد میں مفتیان کرام فارغ التحصیل ہو چکے ہیں یہ دارالافتاء جس طرح لوگوں کے مسائل کے بارے میں ایک شرعی حل پیش کرتے ہیں تو اسی طرح نجی طور پر لوگوں کے تنازعات کے فیصلوں کو بھی شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اس کے حل کے لیے تخصص کے طلباء کو موقع دے کر فیصلہ کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔اس جامعہ سے ہزاروں کی تعداد میں شرعی فتوے جاری ہوئے جو کہ فتاویٰ عثمانیہ کی شکل میں موجود ہے یہ فتاویٰ عثمانیہ 10 جلدوں پر مشتمل ہے۔[3]

دارالعلوم شیر گڑھ

تقسیم ہند کے بعد ہندو مسلم فسادات کی وجہ سے مولانا محمد احمد دورہ حدیث کے لیے دارالعلوم دیوبند نہ جاسکے تو آپ نے مولانا نصیر الدین غور غشتوی کے ساتھ دورہ حدیث کیا سند فراغت حاصل کرنے کے بعد شیر گڑھ آکر دارالعلوم شر گڑھ کی بنیاد رکھی، اور شروع ہی دن سے افتاء کی خدمات کو بھی سرانجام دیتے رہے لیکن ابتدائی سالوں میں فتوؤں کو زبانی شکل میں دیتے رہے۔پھر بہت بعد میں فتوؤں کی ریکارڈ محفوظ رکھنے کی ترتیب بنی، شیر گڑھ شہر کے پورے علاقے کے لوگ اپنی شرعی مسائل کے حل کے لیے دارالعلوم شیر گڑھ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔[4]

---

1 ماہنام "الحق "تحریک آزادی کے پہلا میدان کارزار اکوڑا خٹک، پروفیسر محمد افضل رضا، جلد 32 شمارہ 11 اگست 1997ء

2 انٹرویو مفتی سید قمر دارالعلوم سرحد پشاور شہر 27 جولائی 2024

3 انٹرویو مفتی نجم الرحمن جامعہ عثمانیہ پشاور، جولائی 2024

4 انٹرویو 8 مارچ 2024 مولانا محمد قاسم سابقہ چیئر مین سٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی امور، دارالعلوم شیر گڑھ

الجامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان

مولانا گورالرحمن نے جامع اسلامیہ تفہیم القران کا باقاعدہ آغاز 1967ء محلہ رسم خیل مردان کی مسجد سے کیا آپ نے شروع ہی سے مسجد میں دارالافتاء کے قیام کو بھی عمل میں لایا اور تفہیم القران کو ایک منظم علمی ادارہ کی شکل دے کر اہل علم کی اجتماعی تحقیق کے ذریعے متفقہ نقطہ نظر بنانے کی کوشش کی۔ اور مختلف مسائل میں آپ نے عوام الناس کی رہبری ور ہنمائی کی۔[1]

دارلافتاء جامعہ سعیدیہ مانسہرہ

جامعہ سعیدیہ مانسہرہ 1967ء میں معرض وجود میں آیا۔ مہتمم وبانی جامعہ شیخ الحدیث مولانا سعید الرحمن ہیں آپ نے ابتدائی دور سے ہی جامعہ میں افتاء کی خدمات کو بھی سرانجام دیتے رہیں یہاں سے جتنے بھی فتوے جاری ہوئے وہ فتاوی مجموعہ المسائل کے نام سے ایک جلد میں شائع ہو چکا ہے۔[2]

جامعہ معارف العلوم تیمرگرہ دیر

جامعہ معارف العلوم دیر کے مرکزی شہر تیمرگرہ میں واقع ہیں اس کے بانی قاضی فضل اللہ روغانی ہیں جو کہ ایک علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جامعہ کی بنیاد 1988ء میں رکھی گئی اور بہت تھوڑے عرصے میں ملک کے بڑے جامعات میں شمار ہونے لگی اس جامعہ میں تمام شعبوں کے ساتھ ساتھ دارالافتاء کا شعبہ بھی عمل میں لایا گیا اور یہاں سے جاری ہونے والے فتوی کی تعداد 500 ہے اور ان تمام فتوؤں کی ریکارڈ رجسٹروں میں موجود ہے۔[3]

جامعہ معراج العلوم بنوں

مدرسہ عربیہ معراج العلوم بنوشہر کے عین وسط میں واقع ہے اس جامعہ کی بنیاد 1992ء میں مولانا عجب نور دیوبندی نے رکھی آپ کے ساتھ اس کار خیر میں حکیم کامل شاہ اور ماسٹر عزیز اللہ خان بھی شامل تھے۔ جامعہ میں دارالافتاء کا آغاز شروع ہی دن سے ہوا اور اس اہم منصب کے لیے بانی جامعہ نے مفتی محمد حلیم کو دارالافتاء کا نگران مقرر کیا اور ابتدائی اٹھ سالوں میں 200 کے قریب فتوے جاری ہوئے۔

مصادرومراجع

محمد حنیف گنگوہی، ظفر المحصلین باحوال المصنفین، کتب خانی مجیدیہ، ملتان، 1995ء

جاوید اقبال، ثقافت سرحد تاریخ کے ائینے میں، الفیصل ناشران اردو بازار ل، لاہور، 2002ء

حافظ نظیر احمد، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان

انٹرویو بروز بدھ 7 جنوری 2024 رزڑ وصاحب حق، جامعہ اسلامیہ رجڑ ضلع چارسدہ

انٹرویو، اتوار 15 مارچ 2024 مفتی حسین احمد صدیقی دار الافتاء جامعہ صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

انٹرویو بروز ہفتہ 27 دسمبر 2023 مفتی حسین احمد عرفان جامعہ نعمانیہ ڈیر اسماعیل خان

انٹرویو بروز جمعرات 8 جنوری 2024 مفتی مختاراللہ

ماہنام "الحق" تحریک آزادی کے پہلا میدان کارزار اکوڑاخٹک، پروفیسر محمد افضل رضا، جلد 32 شمارہ 11 اگست 1997ء

انٹرویو مفتی سید قمر دارالعلوم سرحد پشاور شہر 27 جولائی 2024

انٹرویو مفتی نجم الرحمن جامعہ عثمانیہ پشاور، جولائی 2024

انٹرویو 8 مارچ 2024 مولانا محمد قاسم سابقہ چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی امور، دارالعلوم شیر گڑھ

مولانا گوہر الرحمن المصباح گوہر زمان ص 34

مولانا سعید الرحمن فتاوی مجموعہ المسائل، ص 20

انٹرویو بدھ 8 جولائی 2024 مفتی عبدالرشید معارف العلوم الاسلامیہ تیمرگرہ ضلع دیر

[1] مولانا گوہر الرحمن المصباح گوہر زمان ص 34

[2] مولانا سعید الرحمن فتاوی مجموعہ المسائل، ص 20

[3] انٹرویو بدھ 8 جولائی 2024 مفتی عبدالرشید معارف العلوم الاسلامیہ تیمرگرہ ضلع دیر